السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نمازجنازہ سے فارغ ہوچکنے کے بعد میت کےلیے دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟ کیا حدیث «اذا صلیتم علی المیت فاخلصواله الدعاء» "جب تم میت کی جنازہ پڑھو تو اس کےلیے خصوصی طور پر دعائیں کرو۔ اورابن شیبہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ "انھوں نے نمازجنازہ پڑھی پھر میت کےلیے دعا کی سے اس کا جواز نکلتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا نمازجنازہ سے فارغ ہوچکنے کے فوراً بعد میت کےلیے دعا کا جواز ہے یا نہیں؟ ۔ ۔ ۔ نمازجنازہ کے بعد دعا مانگنے کی دلیل کے طور پر سوال میں مذکور دو روایات پیش کی گئی ہیں لیکن درست بات یہ ہے کہ میت کےلیے دعا نمازجنازہ کے دوران دعا مانگی جائے۔ پہلی حدیث کی تشریح بقول علامہ مناوی رحمة اللہ علیہ یوں ہے۔

(میت کےلیے اخلاص کے ساتھ دعا کرو کیونکہ اس نماز سے مقصود صرف میت کےلیے سفارش کرنا ہے جب دعا میں اخلاص اور عاجزی ہوگی تو اسے قبول ہونے کی امید ہے۔" (عون المعبود3/188"

اور مستدرک حاکم میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

«ویخلص الصلاة فی التكبيرات الثلاث»

"یعنی "جنازہ کی تین تکبروں کے دوران اخلاص دعا کرے۔

مستدرک حاکم کی اس حدیث سے اس امر کی وضاحت ہوگئی کہ دعا کا تعلق خالصتاً حالت نماز کے ساتھ ہے نہ کہ بعد از نماز سے اصول فقہ کا معروف قاعدہ ہے کہ: "الاحادیث یفسر بعضها بعضا "احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں۔ "اس بناء پر اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم نمازجنازہ پڑھنا چاہو تو میت کےلیے خلوص کے ساتھ دعا کرو۔ یہ «اقامة المسبب مقام السبب» (سبب بول کر مسبب مرادلینا) کی قبیل سے ہے ارادہ سبب اور نماز مسبب ہے حدیث کے الفاظ «فاخلصوا» میں فاء کے ترتیب وتعقیب بلا مہلت ہونے کا یہی مطلب ہے۔ اگر مقصود یہاں نمازجنازہ سے فراغت کے بعد دعا ہوتی تو پھر فاء کی بجائے لفظ "ثم" ہونا چاہیے تھا جو عام حالات میں ترتیب اور تراخی کا فائدہ دیتا ہے احناف کی یہ توجیہ غلط ہے فاء "تعقیب" کا یہ مطلب ہے کہ نماز کے بعد دعا کی جائے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اور امام ابوداؤد رحمة اللہ علیہ نے اس حدیث کو جنازہ کے دوران دعا پڑھنے کے ضمن میں ذکر کیا ہے انہوں نے اس پر عنوان یوں قائم کیا ہے۔

باب الدعاء للمیت) اور اس حدیث پر امام ابن ماجہ رحمة اللہ علیہ کی تبویب بھی ملاحظہ فرمائیں اور باربار غور سے پڑھیں):

«باب ماجاء فی الدعاء فی الصلاة علی الجنازة»

یعنی "نمازجنازہ میں دعا کے بارے میں جو کچھ آیا ہے۔ اس کا بیان۔ ۔ ۔

اس سے معلوم ہوا کہ محدثین اور احناف کے فہم میں زمین وآسمان کا فرق ہے لہذا اس تحریف پر انہیں ندامت کا اظہار کرکے حق کی طرف رجوع کی فکر کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

«مراجعة الحق خیر من التمادي في الباطل»

(باطل پر اصرار سے بہتر ہے کہ آدمی حق کی طرف رجوع کرلے۔ (اعلام الموقعین"

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے قرآن مجید میں ہے:

فَإِذا قَرَأتَ القُرءانَ فَاستَعِذ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيطـٰنِ الرَّجيمِ ﴿٩٨﴾... سورة النحل

"جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔"

ائمہ لغت "زجاج" وغیرہ نے اس کا معنی یوں بیان کیا ہے۔

«اذا اردت ان تقرا القرآن فاستعذ باللہ ولیس معناہ استعاذ بعد ان تقرا القرآن»

"جب آپ قرآن کی تلاوت کا ارادہ کریں تو اللہ سے پناہ مانگ لیا کریں اس کا یہ معنی نہیں کہ تلاوت قرآن کے بعد "اعوذ باللہ" پڑھا کرو۔"

اسی کی مثل قائل کا قول ہے:

«اذا اکلت فقل: بسم اللہ»

(یعنی "جب تو کھانے کا ارادہ کرے تو بسم اللہ پڑھنی چاہیے"۔۔۔امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔"فقہاء کرام کا اس بات پر اجتماع ہے کہ "استعاذہ" قراءت سے پہلے ہے۔" (تفسیر فتح القدیر: 3/193

بلا شبہ شرح میں دعا کی بالعموم تاکید ہے غالباً اس بناء پر فقہاء حنفیہ نے جنازہ میں قراءت سے استغنائی پہلو اختیار کر کے اس کا نام دعاء وثناء وغیرہ رکھا ہے موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں ہے «لا قراءۃ علی الجنازۃ وھو قول ابی حنیفۃ» اور یہ قول "المبسوط" للسرخسی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ہے (2/64)۔۔۔البتہ محقق ابن الہام فتح القدیر (1/489

فاتحہ نہ پڑھے تاہم بہ نیت ثنا پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ قراءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔"علامہ ابن الہام جیسے محقق کی یہ بات انتہائی ناقابل فہم ہے اس لیے کہ فاتحہ کی قراءت کا اثبات تو صحیح بخاری میں" «باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ» موجود ہے۔

تو پھر کیا یہ بات معقول ہے کہ اثناء جنازہ میں اخلاص دعا کی تاکید تو نہ ہو لیکن سلام پھیرنے کے بعد کہا جائے کہ اب اخلاص سے دعا کرو غالباً اس دھوکہ کے پیش نظر حنفی بھائی نماز جنازہ کا تو جھٹکا کرتے ہیں بعد میں لمبی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

اصول فقہ کا قاعدہ معروف ہے کہ "عبادات میں اصل "حظر" (ممانعت) ہے جواز کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔"عہد نبوت میں کتنے جنازے پڑھے گئے کسی ایک موقع پر بھی ثابت نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کے بعد دعا کی ہو صحیح بخاری میں حدیث ہے۔

(من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد» صحیح البخاري کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود (٢٦٩٧) (بخاری ومسلم»

''یعنی''جو کوئی دین میں اضافہ کرتا ہے وہ مردود ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«علیک بالاثر وطریقۃ السلف وایاک وکل محدثۃ فانھا بدعۃ»

(آثار اور طریقہ سلف کو لازم پکڑو اپنے آپ کو دین میں کمی بیشی سے بچاؤ وہ بدعت ہے۔" (ذم التاویل از ابن قدامہ"

ابن الماجشون نے کہا کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔

جو دین میں بدعت ایجاد کر کے اسے اچھا سمجھے تو گویا وہ یہ باور کراتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی ہے اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے"

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا   فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ   فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ   ٣   ... سورة المائدة

(جو شے اس وقت دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔ (الاعتصام فی زم البدع (١/٣٣) للشاطبی

(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"جس نے بدعت کو اچھا سمجھا اس نے نئی شریعت بنالی۔ (السنن والمبتدعات

رہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر (فعل صحابی) تو اس کا تعلق نماز جنازہ کے متصل بعد سے نہیں بلکہ اس کا تعلق دفن میت کے بعد سے ہے کیونکہ مصنف نے اس اثر پر عنوان قائم کیا ہے اور اس کے تحت مذکورہ جملہ آثار اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس دعا کا تعلق تدفین میت کے بعد سے ہے عنوان کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے

«باب فی الدعاء للمیت بعد ما یدفن ویسوي علیہ»

"قبر پر مٹی برابر کر کے میت کے لیے دعا کرنے کا بیان۔"

اور تدفین کے بعد میت کے لیے دعا کرنا ثابت شدہ امر ہے جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ ذی النجادین کی (قبر پر دیکھا جب دفن سے فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (اخرجہ ابو عوانۃ فی صحیح فتح الباری 11/144

!تاہم بھلائی سنت نبوی کی پیروی میں ہے اور بدعت میں شر ہی شر ہے اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو "صراط مستقیم" پر چلنے کی توفیق بخشے۔آمین

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ]

ج1ص741

محدث فتویٰ